بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

081: اور اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب لیں گے

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے دروس میں ہم بات کر رہے تھے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور ہم پہنچے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے اس قول پر: ’’الأمر السابع مما يكون يوم القيامة: وهو ما ذكره المؤلف بقوله: وَيُحَاسِبُ اللهُ الخَلَائِقَ‘‘(ساتواں أمر یا ساتویں چیز جو قیامت کے دن ہوگی یہ وہ ہے جسے مصنف یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے’’وَيُحَاسِبُ اللهُ الخَلَائِقَ‘‘اور اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب لیں گے)۔ محاسبہ کا معنی کیا ہے یہ محاسبہ کیسے ہوتا ہے، مومن کا کیسے ہوتا ہے کافر کا کیسے ہوتا ہے، اور اس کے تعلق سے چند اہم دلائل بیان کرتے ہیں۔

محاسبہ کا معنی شیخ صاحب فرماتے ہیں: ’’إطلاع العباد على أعمالهم يوم القيامة‘‘(کہ بندوں کو اپنے اعمال پر مطلع کرنا قیامت کے دن)۔ ہم جو اعمال کرتے ہیں ان تمام اعمال کا ہم نے حساب دینا ہے اور عمل میں قول بھی شامل ہے کیونکہ قول کو بھی عمل کہا جاتا ہے؛ اس کی دلیل کیا ہے کہ قول کو بھی عمل کہا جاتا ہے؟ کیا قول بھی عمل ہوتا ہے کہ نہیں؟ قول کو عمل کہا گیا ہے کس نے کہا ہے؟ تیمم کی حدیث میں آیا ہے صحیح بخاری کی روایت میں: ’’قَالَ : بِيَدِهِ هَكَذَا‘‘: ’’قَالَ : بِيَدِهِ‘‘: جب تیمم کر کے دکھایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقے سے تیمم کیا ہے، لفظ ’’قَالَ‘‘ کا ہے تو علماء کہتے ہیں کہ قول جو ہے وہ بھی عمل میں شمار ہوتا ہے اور اس کا بھی ہم نے حساب دینا ہے۔ ان اعمال کو ہمارے سامنے رکھ دیا جائے گا اور ہم یہ اعمال دیکھیں گے اور ان اعمال کی بنیاد پر ہمارا محاسبہ ہوگا اور ہمارا آخری فیصلہ ہوگا، اسے کہتے ہیں حساب یا محاسبہ۔ اور اس پر دلالت ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کتاب، سنت اور اجماع اور عقل کی، چار دلائل ہیں کہ قیامت دن لوگوں کا حساب ہوگا۔

1-کتاب یعنی قرآن مجید میں جو دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝﴾ (الانشقاق:7-8)۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهۡرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّیَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿ؕ۱۲﴾﴾ (الانشقاق:10-12)۔

اور دونوں آیتوں میں آپ یہ دیکھیں کہ ان میں دو چیزوں کا ذکر ہے: (۱) ایک ہے کتاب کا یعنی نامۂ اعمال کا جو ہم پچھلے درس میں بیان کر چکے ہیں۔ (۲) اور دوسرا ہے حساب کا ﴿فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا﴾: نامۂ اعمال کے بعد پھر حساب بھی ہو گا۔

جو کچھ اُس نامۂ اعمال میں ہے اُن تمام چیزوں کا اُن تمام اعمال کا اقوال سمیت ہم نے حساب دینا ہے؛ جس کا داہنے ہاتھ میں کتاب یعنی نامۂ اعمال دے دیا جائے گا تو اس کا حساب کیسے ہو گا؟ آسان ہو گا یسیر ہو گا؛ اور دوسری طرف: ﴿وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهۡرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّیَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿ؕ۱۲﴾﴾: اور جس کو کتاب اُس کی پیٹھ پیچھے دی جائے گی تو وہ ہلاکت کی تمنا یعنی ہلاک ہو جائے گا ہلاکت کی دعا کرے گا اور جہنم رسید کر دیا جائے گا (نعوذ باللہ)۔

اور بھی بہت ساری روایات ہیں دلائل ہیں قرآن مجید میں جن میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں کا حساب ہو گا۔

2- سنت میں سے بہت ساری احادیث ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ساری احادیث ثابت ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب لیں گے۔

3- اور اجماع: اس پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔

4- اور عقلی دلیل جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ واضح ہے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مکلف بنایا ہے اور ہمارے ذمے کام لگائے ہیں "فعلًا وترکًا وتصدیقًا": کچھ افعال ہم نے کرنے ہیں، کچھ ہم نے چھوڑنے ہیں ترک کرنے ہیں، اور تصدیق کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے؛ اور عقل اور حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس کو کسی عمل کی تکلیف دی جائے اور اُسے اُس کے ذمے لگایا جائے تو اُس پر اُس کا حساب بھی ہو گا اُس کا مناقشہ بھی ہوتا ہے۔

مصنف کا یہ کہنا: "الخلائق": حساب کس کا ہو گا؟ خلائق کا لفظ ہے اور خلائق جمع "خلیقة": خلیقہ کہتے ہیں مخلوق کو۔

کیا تمام مخلوقات کا حساب ہو گا؟ اس سے مراد کیا ہے پہلی بات تو یہ ہے؛ اس سے کیا مراد ہے؟ وہ مخلوق جو مکلف ہے۔

انسان کیوں نہیں کہا؟ کیونکہ انسان کے علاوہ کچھ اور مخلوق بھی ہے جو مکلف ہے، جن اور انس دونوں مکلف ہیں۔

تو پھر ثقلین کیوں نہیں کہا؟ جن اور اِنس کیوں نہیں کہا؟ کیونکہ جانوروں کا حساب نہیں ہو گا بلکہ قصاص ہو گا انصاف ہو گا۔ تو وہ بھی حساب میں شامل ہیں کہ نہیں؟ وہ بھی حساب میں شامل ہیں۔

تو اس لیے لفظ کیا ہونا چاہیے تھا؟ الخَلَائِقَ کا لفظ ہونا چاہیے تھا۔

لیکن اس میں کچھ مستثنیٰ ہے، کچھ ایسے لوگ ہیں خوش قسمت لوگ جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اُن کا حساب نہیں ہو گا (اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل و کرم سے اِن میں شامل کر دے؛ آمین)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اِن میں سے وہ مستثنیٰ ہے جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں (صحیح بخاری، مسلم میں) آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو دیکھا ہے اور اُن کے ساتھ ستّر ہزار ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے؛ یہ کون ہیں؟ جن میں چار صفات موجود ہیں۔ یہ کون ہیں؟ "وَهُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ"۔

خوبصورت چار صفات ہیں جن میں پائی جائیں تو جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے داخل ہو جائے گا:

(۱) پہلی صفت ہے: "لاَ يَسْتَرْقُونَ" (دوسروں سے رقیہ طلب نہیں کرتے)۔

رقیہ کہتے ہیں دَم کرنے کو جھاڑ پھونک کرنے کو؛ اگر کسی کو کوئی بیماری ہے کوئی تکلیف ہے چاہے وہ جسم کی بیماری ہو، چاہے وہ نظر بد ہو یا جِن کا آسیب ہو یا جادو ہو، یا کوئی سائیکولوجیکل (Psychological) یا عقلی کوئی بیماری ہو، الغرض بیماری اور تکلیف کے لیے اگر وہ رقیہ کرتا ہے اپنے اوپر جو کہ شرعی طریقہ ہے تو وہ تو درست ہے اور ٹھیک ہے، اور اگر کسی اور سے طلب کرتا ہے جو شرعی دَم اور رقیہ جس میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث اور اذکار اور دعائیں شامل ہیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ بھی ٹھیک ہے؛ لیکن جو کسی اور سے طلب کرتا ہے یہ شرعی طریقہ دَم کرنے کا وہ اِن ستّر ہزار میں نہیں ہو گا اس استثنیٰ میں شامل نہیں ہے کیونکہ لفظ کیا ہے؟ "لاَ يَسْتَرْقُونَ": یعنی دوسروں سے طلب نہیں کرتا، اگر کوئی اور خود اُن کو رقیہ کر لے تو اچھی بات ہے انہوں نے خود مانگا نہیں ہے ریکوئسٹ (Request) نہیں طلب نہیں کیا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ عربی زبان میں "الف، سین، تاء" جب کسی لفظ میں داخل ہو جائیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے طلب کرنا؛ جیسے: (۱) "استسقاء کی نماز": بارش طلب کرنے کی نماز ایسے ہوتا ہے نا؟ (۲) "استفتاح": یعنی دعاء الاستفتاح کون سی ہے نماز پڑھتے ہوئے جو آپ پڑھتے ہیں؟ "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ" کون سی دعا ہے استفتاح کیوں کہتے ہیں؟ جس سے نماز کو ابتداء سے ہم

شروع کرتے ہیں۔(۳)اسی طریقے سے "اِستعانہ" مدد طلب کرنا: اِعانہ مدد کو کہتے ہیں (اِستعانہ: مدد طلب کرنا)؛ استغاثہ، استعاذہ یہ سب کیاہیں؟ان میں آپ دیکھیں "الف، سین، تاء" داخل ہواہے اور طلب کا معنی اس میں موجود ہے۔

اس لیے لفظ یہ نہیں ہے لفظ کیاہے؟ ''يَسْتَرْقُونَ'': یرقون نہیں ہے؛ تو رقیہ سے منع نہیں کیاہے آپ خود دَم کر سکتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے آپ کا توکل آپ کا عزم، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ یقینی اور مضبوط ہوناچاہیے۔

جو دوسروں سے طلب کرتے ہیں جائز دَم جو ہیں کر سکتے ہیں؛ اگر انسان خود نہیں کر سکتا بعض اوقات انسان کو خود بد نظر ہوتی ہے یا جِن کا آسیب ہوتاہے، یا جادو کی وجہ سے جب وہ پڑھتاہے تو اس کا دل تنگ ہو جاتاہے یا مکمل نہیں کر سکتاہے یا چکر سے آجاتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ اگر وہ خود نہیں کر سکتا رقیہ تو کسی اور سے طلب کر سکتاہے، بہتر یہ ہے کہ پتہ ہو جس بھائی کو کہ فلاں بھائی کو تکلیف ہے تو اس سے طلب کیے بغیر وہ خود اس کی مدد کر کے اسے رقیہ کر دے تو اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

توسب سے پہلے ''لَا يَسْتَرْقُونَ''۔

(۲)دوسری ہے: ''لَا يَكْتَوُونَ'' (داغنے سے علاج نہیں کرتے)۔

"كَيّ" کہتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں اور ابھی بھی موجود ہے بہت کم ہو چکاہے کہ لوہے کی سلاخ کو گرم کیا جاتاہے اور پھر اسے تکلیف کی جگہ پر رکھ کر اس داغ دیا جاتا ہے یعنی جلا دیا جاتا ہے اسے كَيّ کہتے ہیں عربی میں؛ کوٹرزیشن (Cauterization) بھی اس کا ایک حصہ ہے، آج کل تو مشینیں آگئی ہیں لیکن اُس زمانے میں لوہے کی سلاخ یااوزار کو گرم کر کے جلد پر لگایا جاتا تھا۔

''وَلَا يَكْتَوُونَ'': یعنی علاج کے لیے "كَيّ" (داغنے) کا عمل نہیں کرتے۔

(۳)تیسرا ہے: ''وَلَا يَتَطَيَّرُونَ'' (اور بدشگونی نہیں کرتے)۔

بدشگونی کا معنی آپ سب جانتے ہیں کہ بعض مسموعات، کوئی چیز سننے کے لیے یا دیکھنے کے لیے یا کوئی ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان دیکھ کر یا سُن کر کسی عمل سے رُک جاتاہے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا مجھے کوئی نقصان ہو گا۔اور اس کی کئی مثالیں ہیں: جیسے کہ کالی بلی نے راستہ کاٹ دیاہے، تو کچھ لوگ جس عمل کے لیے جارہے ہوتے ہیں اُس سے رُک جاتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس سے ہمیں کوئی نقصان ہو گا کیونکہ کالی بلی نے راستہ کاٹاہے، تو کالی بلی کا تعلق اس سے آپ سب جانتے ہیں کہ کوئی نہیں ہے۔

اور اسی طریقے سے دائیں ہاتھ میں کھجلی کا ہونا، یا قینچی کو دیکھنا، یا چھپکلی کو دیکھنا؛ مختلف چیزیں ہیں جن میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے ہمیں کوئی نقصان پہنچے گا یہ سب چیزیں جو ہیں بد شگونی میں داخل ہیں۔

اور لفظ "يَتَطَيَّرُونَ" جو ہے یہ طَیر سے آیا ہے اور طَیر کہتے ہیں پرندے کو؛ پچھلے زمانے میں جب کوئی شخص کوئی عمل کرنے کا ارادہ کرتا (شادی کا یا کوئی سفر کرنے کا) تو پرندے کا اُٹھا کر اسے اڑا دیتا ہوا میں اگر وہ دائیں طرف مڑ جاتا تو مطلب ہے کہ یہ کام شگن ہے اچھا ہے وہ کرنا چاہیے، اگر بائیں طرف مڑ جاتا اُڑ جاتا تو اس کام سے رُک جاتا۔

یعنی لوگوں کی شادیاں، لوگوں کی خوشیاں لوگوں کی غمیاں، لوگوں کے جو روزگار اعمال ہیں وہ اِن پرندوں کے ساتھ جڑے ہوئے تھے (سبحان اللہ)؛ تو شریعت سے دین اسلام نے اس کی مذمت کی ہے اور اس کا خاتمہ کیا ہے۔

تو تطیر بھی نہیں کرتے (بد شگونی بھی نہیں کرتے)۔

(۴) چوتھا ہے: "وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ" ((جو اِن تمام چیزوں کا خلاصہ ہے) اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں بھروسہ کرتے ہیں)۔

آپ یہ دیکھیں کہ جس شخص کا اپنے ربّ پر بھروسہ اور اعتماد قوی ہو وہ رقیہ طلب نہیں کرے گا، وہ داغنے سے علاج نہیں کرے گا ،اور نہ ہی وہ بد شگونی کرے گا؛ یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے۔

اور ایک اور روایت میں آیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "بسند جيد: أن مَعَ كُلّ واحدٍ سَبعِينَ أَلْفًا" (ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار ہوں گے (سبحان اللہ))۔

یعنی ستّر ہزار کو ستّر ہزار سے ضرب دیں اور پھر اس میں ستّر ہزار کا اضافہ کر دیں یہ سب جنت میں جائیں گے بغیر حساب کے بغیر عذاب کے۔

اور پھر خلائق کے لفظ میں جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں جِن بھی شامل ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں)، جو جِنوں کے کافر ہیں وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے "بالنص والإجماع": اس پر نص یعنی دلائل ہیں قرآن مجید میں اور اس پر اجماع بھی ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ ادْخُلُوا فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ﴾ إلى آخر الآية (الأعراف:38)۔

اُنہیں کہا کہ : ﴿ادْخُلُوا﴾(داخل ہو جاؤ)﴿فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم﴾(جو تم سے پہلے اُمتیں ہیں)﴿مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ﴾ (جِنات یعنی اور انسانوں میں سے)﴿فِي النَّارِ﴾(داخل ہو جاؤ جہنم کی آگ میں)۔

تو اس میں انسان کا ذکر بھی ہے اور جِنات کا ذکر بھی ہے جو کافر بدکار ہیں اُن کو قیامت کے دن جہنم میں عذاب ملے گا۔

اور جِنوں کے مومن جو ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے "على قول جمهور أهل العلم"(اس پر اجماع نہیں ہے لیکن اہل علم جمہور کا قول ہے)"وهو الصحيح"(اور یہ صحیح ہے)۔

یعنی آپ یہ دیکھیں:

کہ کیا کافر جنات جہنم میں داخل ہوں گے ؟ داخل ہوں گے۔اس پر دلیل کیا ہے ؟ نص اور اجماع ہے۔

اچھا جو مومن ہیں جنت میں داخل ہوں گے ؟ داخل ہوں گے۔اس کی دلیل ؟ اس پر اجماع نہیں ہے (دیکھیں مزے کی بات دیکھیں اس پر اجماع نہیں ہے !)۔

یعنی بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ مومن جِن جو ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے؛اس لیے ایک چیز ہمیشہ یاد رکھیں (اور یہ قول جو ہے مرجوح ہے یعنی مومن جِن بھی جنت میں داخل ہوں گے) جب کوئی شخص یہ کہے کہ اجماع اس معاملے میں ہے اور دوسرا قول علماء کا یہ ہے اس مسئلے میں، دوسرا یہ قول ہے؛اب شیخ صاحب ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ اس مسئلے میں یہ فرق موجود ہے۔

اور قول راجح کیا ہے ؟ جبکہ قول راجح کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن سیاق اور سباق سے کیا پتہ چل رہا ہے ؟ کہ مومن جِن جنت میں جائیں گے۔

تو بعض علماء جب یہ بات کرتے ہیں لازمی نہیں ہے اس تفصیل میں اس لفظ کو شامل کر دیں کہ اچھا راجح یہ ہے، تو سننے والے کو سمجھ میں آ جاتا ہے کہ شیخ صاحب کہنا کیا چاہتے ہیں یا مصنف کیا کہنا چاہتا ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو اُن کا مومن ہے جنت میں داخل ہو گا اور یہ جمہور اہل علم کا قول ہے "وهو الصحيح"(اور یہ صحیح ہے)۔اس کی دلیل کیا ہے ؟

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ﴾(اور جو اپنے ربّ کے مقام سے ڈر گیا تو اس کی دو جنتیں ہیں)(الرحمٰن:46)؛

"إلى قوله: ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾(اُن کو نہیں چھوا کبھی اِنس نے اِس سے پہلے اور نہ ہی جِنات)(الرحمٰن:56)۔

اور بات کس کے تعلق سے ہو رہی ہے؟ جِن اور اِنس کی؛ سورۃ الرحمٰن میں دونوں کا ذکر ہے یہ جنت میں دونوں جائیں گے۔

پھر اگلا ایک مسئلہ ہے کہ کیا حساب جانوروں کا بھی ہو گا کہ نہیں ہو گا؟

قصاص ہو گا یعنی بدلہ ہو گا اور انصاف قائم ہو گا کیونکہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہوں گے بغیر سینگوں کی بکری جو ہے اُس کا قصاص اُس کا بدلہ اُس بکری سے لیا جائے گا جس کے سینگ ہیں جیسے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

یعنی اگر دنیا میں کسی سینگ والی بکری یا جانور نے دوسرے جانور کو تکلیف پہنچائی ہے اپنے سینگ مار کر تو قیامت کے دن اس تکلیف کا بدلہ جو ہے اُس سے لیا جائے گا اور اُس بکری کو جو بغیر سینگ کے تھی اس دنیا میں اس کو سینگ دے دیئے جائیں گے قیامت کے دن اور کہا جائے گا کہ اپنا بدلہ لے لو اور وہ اپنا بدلہ لے لی گی۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب تمام جانوروں کا قصاص یعنی بدلہ مکمل ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا: "كُونُوا تُرَابًا" (مٹی بن جاؤ)؛ تمام کے تمام جانور جو ہیں وہ مٹی بن جائیں گے۔

رہیں گے کون؟ انسان اور جِنات، اور یقیناً فرشتے بھی کیونکہ یہ وہ مخلوقات ہیں جو رہیں گی اور انسان اور جِنات کا پھر حساب ہو گا اس کے بعد۔

یعنی کافر دیکھ رہا ہو گا جو معاملہ اِن جانوروں کے ساتھ ہو رہا ہے اور اپنے اعمال کی طرف بھی دیکھ رہا ہو گا اور پھر جہنم بھی کھولتے ہوئے اپنے سامنے دیکھ رہا ہو گا جس پر ستّر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام پر ستّر ہزار فرشتہ مقرر ہو گا تو ایسی حالت میں وہ ایک جملہ کہے گا کیا کہے گا؟ ﴿يَٰلَيۡتَنِي كُنتُ تُرَٰبَۢا﴾ (النبا:40)؛ تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی آج مٹی ہو جاتا۔

یعنی دنیا میں کیا ہوتا میں؟ انسان نہ ہوتا؛ یہ حسن بیان ہے (سبحان اللہ)، ہونا تو یہ چاہیے اصل میں بات یہ تھی کہ میں دنیا میں جانور ہوتا تاکہ میرا بھی کوئی حساب نہ ہوتا، نہ میں مکلف ہوتا نہ یہ بُرا دن دیکھنا پڑتا مجھے تو میں بھی آج ان جانوروں کے ساتھ مٹی بن جاتا اور میرا بھی حساب نہ ہوتا۔

لیکن کہاں یہ زندگی کا وقت ہے؟! اگر کوئی حسرت اور ندامت ہے تو اس وقت کام آئے گی اُس وقت کبھی بھی کچھ کام نہیں آئے گا سوائے اپنے اعمال کے جو ہم ساتھ لے کر جائیں گے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جانوروں کا صرف قصاص ہوگا اور کوئی حساب نہیں ہوگا کیونکہ جانوروں کی کوئی جزاء یا سزا نہیں ہوتی۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَيَخْلُو بِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ": اب حساب کا طریقہ کیا ہے کہ مومن کا حساب اللہ تعالیٰ کیسے لے گا اور کافر کا حساب اللہ تعالیٰ کیسے لے گا۔

تو پہلے ذکر ہے مومن کے حساب کا: "وَيَخْلُو بِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ" (اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کا علیحدگی میں حساب لے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار اس سے کروائے گا)؛ یہ مومن کے حساب کی صفت اور طریقہ ہے۔

"يَخْلُو" سے کیا مراد ہے؟ یعنی علیحدگی میں؛ کوئی اور نہیں دیکھ رہا ہوگا ربّ ہوگا اور اُس کا یہ بندہ ہوگا۔

اور اقرار سے مراد یہ ہے "فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ" اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے یہ عمل کیا، یہ عمل بھی کیا ہے، اور وہ اقرار اور اعتراف کرتا رہے گا کہ اللہ تعالیٰ واقعی میں نے یہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ واقعی میں نے یہ کیا ہے۔

پھر اس حدیث کے آخر میں ہے اس حدیث قدسی میں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ ڈالے رکھا (یعنی کسی کو نہیں خبر تھی کہ تُو کیا کر رہا ہے جو بھی گناہ تُو نے کیے ہیں جو بھی تیرے اعمال تھے اُن تمام پر میں نے پردہ ڈالا ہوا تھا پردہ پوشی تھی اُن پر) "سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ" (اور آج میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں)۔

وہ سارے گناہ جن کا اقرار کر چکا ہے وہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے (یہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے) اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ اُس پر پردہ ڈالے گا کوئی اور نہیں دیکھے گا نہ سُنے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے مومن پر۔

کیونکہ اگر کوئی شخص آپ کے گناہوں کو جو آپ نے گناہ کیے ہیں جو آپ کی خطائیں ہیں جو آپ نے غلط کام کیے ہیں اگر وہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آپ سے اعتراف جرم بھی کروا لیتا ہے کہ ہاں مجھ سے یہ ہوا ہے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن لوگوں کے سامنے آپ سے اعتراف کرواتا ہے پھر آپ کو معاف بھی کر دیتا ہے اس میں رسوائی ہوتی ہے کہ نہیں کیا خیال ہے؟ کیوں؟ کیونکہ اس میں پردہ نہیں ہے پردہ پوشی نہیں ہے، لیکن اگر وہ اکیلے میں آپ کو بلائے اور کہے کہ تم نے یہ فلاں فلاں غلطی کی ہے اور آپ اُس کا اقرار بھی کر لیتے ہیں اعتراف بھی کر لیتے ہیں پھر آپ کو معاف کر دیتا ہے؛ دونوں میں سے آپ کو کیا پسند ہے دوسرا یا پہلا؟ دوسرا۔

کتنے لوگوں کے سامنے اگر وہ آپ کو معاف کرنا چاہتا ہے آپ کے گناہ آپ کے سامنے رکھ کر۔ کتنے ہوں گے ؟ دَس، بیس، پچاس ، سو دو سو، کتنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں یا سُن سکتے ہیں !

قیامت کے دن کیا ہو گا پتہ ہے ؟ کون دیکھ رہا ہو گا کون سُن رہا ہو گا پتہ ہے ؟ "عَلَى رُؤُوسِ الأَشْهَادِ": جتنے بھی لوگ ہوں گے اُس وقت میدان محشر میں سب دیکھیں گے سب سُنیں گے اور یقیناً لاکھوں سے زیادہ کی تعداد ہو گی ؛ جب سے انسان پیدا ہوا ہے قیامت تک کتنے لوگ ہوں گے ؟ ! (سبحان اللہ) "عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ"؛ لیکن مومن پر مکمل پردہ ہو گا تا کہ وہ اس رسوائی سے بچ جائے۔ پھر حساب لینے والا کون ہے ؟

(سبحان اللہ)۔

آپ یہ دیکھیں ایک روایت میں آیا ہے کہ جب انسان کو حساب کے لیے کھڑا کر دیا جائے گا تو سامنے دیکھے گا جہنم کھول رہی ہے، دائیں طرف دیکھے گا اپنے اعمال بائیں طرف دیکھے گا اپنے اعمال: "إِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" (جہنم کی آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے ٹکڑے سے)۔

(میں بار بار اس حدیث کا ذکر کرتا ہوں)۔

وہ دائیں بائیں کیوں دیکھ رہا ہے پتہ ہے ؟ سامنے جہنم ہے، دائیں طرف پھر اپنے اعمال بائیں طرف پھر اپنے اعمال نظر آ رہے ہیں۔ دائیں بائیں کیوں دیکھ رہا ہے ؟ کہ کوئی یار مدد گار ہے ہو سکتا ہے کوئی میری مدد کر دے۔

دنیا میں تو کافی انسان دیکھتا ہے نا کہیں سے کوئی سفارش ہو جائے کہیں سے کوئی رشوت کسی کو دے دیں کہیں سے جان چھڑا لیں نا تکلیف سے دنیا میں کیا ہوتا ہے ؟ ! اُس وقت کوئی نہیں ہو گا۔

اپنے گھر والے اپنے پیارے کہاں ہوں گے پتہ ہے ؟

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾﴾ (عبس:34-36):

دیکھیں لفظ کیا ہے چھپیں گے قریب ہوں گے پیچھے کھڑے ہو جائیں گے کہاں ہوں گے ؟ میرے بھائی قریب نہیں اچھا دور کھڑے ہو جائیں گے ؟ ذرا لفظ پر غور کیا ہے ؟ ﴿يَفِرُّ﴾ (فرار ہونا)۔ انسان فرار کس چیز سے ہوتا ہے ؟ خطرناک چیز سے۔

"يفر من الأسد": انسان جب کسی خونخوار جانور کو دیکھتا ہے تو کیا کرتا ہے ؟ فرار ہوتا ہے نا دوڑ لگاتا ہے اور تیزی سے دوڑ لگاتا ہے تا کہ بچ جاؤں میں۔

آج اس دنیا میں ہم اپنے پیاروں کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے ہماری ساری محنت کس کے لیے ہے؟ کہتے ہیں کہ بچوں کو پالنا ہے بچوں کی تعلیم ہے، بیوی ہے بچے ہیں گھر کا خرچ ہے؛ کچھ لوگ سوچتے نہیں ہیں کہ حلال کا ہے یا حرام کا ہے بس انہوں نے کمانا ہے بچوں کے لیے لیکن شاید یہ لوگ بھول رہے ہیں کہ اگر اُن کی یہ کمائی حلال کی نہیں ہے تو وہ صرف اپنا بُرا نہیں کر رہے وہ اُن بچوں کا بھی بُرا کر رہے ہیں (اپنا تو ویسے ہی کر رہے ہیں) کیونکہ اُن کی تربیت ہو رہی ہے، اُن کا آئیڈیل ان کا یہ باپ ہے کمانے والا، حرام سے کماتا ہے بچے دیکھ رہے ہیں وہ پرواہ نہیں کرتا اور خاموشی میں اُن کی تربیت حرام کھانے کی ہو رہی ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر ہو گا کیا؟ اعمال ساتھ جائیں گے دائیں طرف اپنا عمل بائیں طرف اپنا عمل سامنے جہنم ہے تم نے جہنم سے بچنا کیسے ہے؟! یہ دائیں بائیں اعمال کیا ہوں گے؟ اعمال صالحہ نہیں ہوں گے۔

اس لیے اعمال صالحہ کو کبھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں چھوٹے سے چھوٹے عمل کو، اس لیے آپ کے پاس ایک کھجور ہے اور اُس کا ایک ٹکڑا آپ دے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں تو دیں۔

اچھا کھجور کی بات کیوں کی ہے؟ اُس زمانے میں کھجور کی بڑی قیمت ہوتی تھی بعض لوگوں کے گھروں میں کھجور نہیں ہوتی تھی کھانے کے لیے؛ تو جس کے گھر میں کچھ نہ ہو آدھی کھجور کا وزن ہے کہ نہیں قیمت ہے کہ نہیں؟ اگر آپ کی جیب میں دو ریال ہیں یا دس ریال ہیں یا سو ریال ہیں اگر آپ کسی کو پانچ یا دس یا ایک ریال دے دیتے ہیں آپ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ایک ریال دینا بہت کم ہے تو کیا کہے گا؟! اس کو چھوڑیں یہ کیا کہے گا یہ دیکھیں کہ ربّ کو کتنا پسند ہے! بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بندہ پتہ نہیں کیا کہے گا؟! آپ اُس کو دے رہے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

اس لیے اخلاص مضبوط ہونا چاہیے، کوئی بھی نیک عمل چھوٹے سے چھوٹا کیوں نہ ہو نہ چھوڑیں مطلب یہ ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ چھوٹا عمل جس کو آپ چھوٹا سمجھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آ جائے اور آپ کو جہنم کی آگ سے یہ آزاد کر دے۔ ممکن ہے کہ نہیں؟ ممکن ہے کیونکہ ہمیں یہ نہیں پتہ کہ کس وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے عمل کی قبولیت کا وقت ہے اللہ تعالیٰ کب کیسے راضی ہوتا ہے ہمیں نہیں پتہ، ہمیں یہ پتہ ہے کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے اُس کی ہم نے تعمیل کرنی ہے بس۔

دوسری طرف کفار کا حساب؛ شیخ صاحب فرماتے ہیں: اُن کا حساب اس طریقے سے نہیں ہو گا کہ اُن کا محاسبہ نیکیاں اور بدیاں ہوں گی کیونکہ اُن کی کوئی نیکیاں تو ہیں ہی نہیں (کافر کی) لیکن اُن کے اعمال کا احصاء ہو گا گنا جائے گا سامنے رکھ دیا جائے گا اور اقرار بھی اعتراف بھی کرایا جائے گا پھر اُن کو اُن کی سزا ہو گی اور رسوائی ہو گی۔

اور اسی معنی کی حدیث میں آیا ہے سیدنا عبداللہ بن عمر کی حدیث میں جب مومن کے حساب کا ذکر ہوا کافر کے تعلق سے اور منافقین کے تعلق سے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: تو اُن کو پکارا جائے گا منادی ہو گی اعلان ہو گا'' عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ ''سب مخلوقات کے سامنے اور یہ کہا جائے گا:''هؤلاء الذين كذبوا على ربهم ألا لعنة الله على الظالمين'' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ باندھا ہے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے (نعوذ باللہ)۔

یہ کب ہو گا؟ دیکھیں میدان محشر میں جہنم سامنے ہے اور قیامت کے دن کی ہولناکیاں بڑی سخت ہیں یعنی دل ویسے ہی اُکھڑ رہا ہو گا ڈر کے مارے اور پھر یہ اعلان ہو جائے کہ اِن لوگوں کے اپنے ربّ پر جھوٹ باندھا ہے اِن ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کیا حالت ہو گی؟! (متفق علیہ حدیث ہے)۔

صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے لمبی حدیث ہے اس حساب کے تعلق سے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو یعنی منافق کو جب حساب ہو گا تو کہے گا:'' يا فُلْ ، أي: يا فُلان'': نام نہیں ہو گا" یافلان"؛ کیا میں نے تجھ پر کرم نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے اثر ورسوخ والا نہیں بنایا ہے؟ کیا تیری شادی نہیں کرائی ہے؟ کیا تیرے لیے مسخر نہیں کیا ہے گھوڑے اور اونٹ؟ اور معاشرے میں تیرا ایک وجود نہیں بنایا ہے؟'' فيقولُ : بلى'' (کہے گا، بے شک)؛ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمہیں یہ یقین تھا کہ تم مجھ سے ملاقات کرو گے یعنی حساب کے لیے؟ وہ کہے گا، نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں تمہیں بھلا دیتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھے بھلا دیا تھا دنیا میں '' فإنِّي أَنْسَاكَ كما نَسِيتَنِي''؛'' ثُمَّ'' پھر دوسرے کا اس طریقے سے یہی سوال ہو گا اور یہی جواب ہو گا پھر یہی ارشاد ہو گا اللہ تعالیٰ کا کہ آج میں تمہیں بھلا دیتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھے بھلا یا ہے، پھر تیسرے کا بھی یہی معاملہ ہو گا وہ کہے گا:'' يا رَبِّ'' (اے میرے ربّ!)'' آمَنْتُ بكَ، وَبِكِتَابِكَ، وَبِرُسُلِكَ، وَصَلَّيْتُ، وَصُمْتُ، وَتَصَدَّقْتُ، وَيُثْنِي بخَيْرٍ ما اسْتَطَاعَ'': وہ یہ کہے گا کہ اے میرے ربّ! میں تجھ پر ایمان لایا ہوں، تیری کتاب پر ایمان لایا ہوں، رسول پر ایمان لایا ہوں میں، نماز بھی پڑھی ہے میں نے، روزہ بھی رکھا ہے، صدقات خیرات بھی دیئے ہیں میں نے؛ اور بہت ساری وہ اپنی خوبیاں اور خیر بیان کرے گا جو اُس نے دنیا میں کیے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہاں اب یہ بات ہے؛ پھر اُسے کہا جائے گا کہ اب ہم ایسے گواہ تمہارے اوپر لے کر آئیں گے ابھی گواہ آئیں گے جو تیرے خلاف گواہی دیں گے؛ وہ شخص سوچے گا کہ کون ہو گا جو آج مجھ پر گواہی دے گا؟! یعنی اعمال تو میں نے چھپ کر کیے ہیں نفاق کا معاملہ میرے دل کا معاملہ ہے (یہ بات منافق کی ہو رہی ہے نا کہ اُس کا حساب کیسے ہو گا تو وہ سوچ رہا ہو گا کہ وہ کون ہو گا جو آج گواہی دے گا؟!)، پھر اُس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی بند کر دیا جائے گا یعنی بول نہیں پائے گا وہ، پھر اُس کی ران کو اُس کے

گوشت کو ہڈیوں کو کہا جائے گا"انْطِقِي"(بولو)"فتنطِقُ بعملِهِ":جو عمل وہ کیا کرتا تھااُس کی ران اُس کا گوشت اُس کی ہڈیاں جسم کے اعضاء جو ہیں مختلف حصے جو ہیں وہ بول پڑیں گے اور گواہی دیں گے کہ اس شخص نے کس جگہ پر کس وقت میں کیا کیا عمل کیے ہیں مکمل تفصیل آجائے گی،اور یہ اس لیے ہے یہ منافق جو ہے اُس کا باقی کوئی عذر نہ رہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا اس منافق پر غضب اور غصہ ہے(نعوذ باللہ)۔

پھر تنبیہ ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:کہ مصنف یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ کافر جو ہے اُس کے حساب کا موازنہ نہیں ہوتا اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی نفی کی گئی ہے حساب میں سے وہ یعنی نیکیوں کا پلڑے میں ڈالنا جو ہے اس کی نفی ہے لیکن حساب تقریر کا جو ہے اور اعتراف کا جو ہے اس کے تو ثبوت موجود ہیں،یعنی کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ کافر یا منافق کا حساب نہیں ہوگا کیونکہ اُن کی نیکیاں نہیں ہیں،تو بات جب حساب کی کرتے ہیں ترازو کی کرتے ہیں تو کیا کافر کے اعمال جو ہیں جو نیک اعمال ہیں وہ ترازو میں رکھے جائیں گے؟نہیں رکھے جائیں گے،کافر کے جو بھی نیک عمل اُس نے دنیا میں کیے ہیں اُن کی کوئی قیمت نہیں ہے کیونکہ قبول ہوئے نہیں ہیں کفر کے ساتھ کوئی نیک عمل باقی نہیں رہتا؛تو جو حساب کی نفی کی گئی ہے کہ حساب نہیں ہوگا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حساب ترازو کے تعلق سے ہے یا حساب مناقشے کے تعلق سے ہے یہ تو ہوگا،حساب ہوگا اقرار جرم بھی ہوگا اور تمام مخلوقات کے سامنے بھی ہوگا اور رسوائی بھی ہوگی(نعوذ باللہ)،یہ تو ہوگا جیسا کہ دلائل میں بیان کیا ہے،تو شیخ صاحب اس کی وضاحت کر رہے ہیں۔

ایک آخر میں فائدہ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں:کہ سب سے پہلا حساب جو ہے بندوں کا جو ہے وہ عمل کے اعتبار سے ہے؛کس چیز کا حساب ہوگا؟نماز کا ہوگا"الصلاۃ"،اور لوگوں کے بیچ میں جو حساب ہوگا لوگوں کے معاملات کے تعلق سے سب سے پہلے خون ریزی(قتل)کا حساب ہوگا کیونکہ نماز افضل العبادات البدنیہ ہے(شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سب سے افضل جسمانی بدنی عبادت جو ہے نماز ہے)اور قتل جو ہے خونریزی جو ہے وہ سب سے بڑا گناہ ہے لوگوں کے حقوق کے تعلق سے اس لیے سب سے پہلے جو سوال ہوگا قیامت کے دن نماز کا اور قتل کے تعلق سے سوال ہوگا۔

میرا یہ سوال ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انسان کے تعلق سے جو سوال ہوگا وہ ہے توحید اور عقیدے کے تعلق سے ہے اگر عقیدہ درست ہوگا تو آگے پھر یہ معاملات ہوں گے نا؟نماز،عبادت،عمل یہ بعد کی بات ہے نا،یہ قصاص کا معاملہ جو ہے معاملات اُس کے بعد آتے ہیں نا؟

ارکان اسلام پانچ ہیں نا سب سے پہلا رُکن کون سا ہے ؟ کلمہ شہادت ہے۔ غلطی کلمہ شہادت میں ہے نماز دوسرا رُکن ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلا حساب نماز کا ہو گا یعنی عمل کے اعتبار سے؛ دوسرا رُکن نماز ہے اور اس عمل کے اعتبار سے پہلا ہے کیونکہ اس سے پہلے کیا ہے ؟ کلمہ شہادت ہے جو پہلا رُکن ہے۔

سوال: اب سوال یہ ہے اس کی دلیل کیا ہے کہ قیامت کے دن عقیدے کے تعلق سے سوال ہو گا؟

"تم نے رسولوں کا کیا جواب دیا" یہ ہے کلمہ توحید کا دوسرا حصہ ''محمد رسول اللہ'' پہلا حصہ کہاں ہے ؟ دوسرا ہنٹ یہ ہے کہ اسی سورۃ میں ہے مکمل جواب۔

سوال: جو کافر ہیں اُن کا آپ نے بتایا کہ حساب تو ہو گا لیکن ایکسپشن (Exception) یہ ہے کہ جہاں پر وزن کی بات آتی ہے ترازو کی بات آتی ہے وہاں پر اُن کے اعمال نہیں ہیں صرف یہ ایکسپشن (Exception) ہے باقی سارا ہو گا؟

جواب: ہاں باقی حساب تو ہو گا نا، بُرے اعمال تو ہوں گے نیکیوں کا نہیں ہو گا کیونکہ نیکی ہے نہیں؛ کافر کی دیکھیں بُرائیاں بھی ہیں نیکیاں بھی ہیں، کرتے ہیں نا دیکھیں دنیا میں خیراتی ادارے ہیں بہت سارے کام کرتے ہیں مدد کرتے ہیں کیا اُن کو فائدہ ہو گا اِن کا؟

یعنی قیامت دن جب ترازو میں رکھ دیا جائے گا اُس کے اعمال وہ بھی رکھ دیئے جائیں گے دونوں طرف ترازو تو چینج نہیں ہو گا نا ترازو ایک ہی ہے کیا نامہ اعمال میں نیکیاں رکھی جائیں گی ایک پلڑے میں ؟ نہیں، بس ایک ہی طرف۔ کیا ہو گا پھر ؟

سوال: کیا ترازو میں اُن کے بُرے اعمال کو رکھا جائے گا یا وہ بھی نہیں ہو گا؟

جواب: شیخ صاحب کے قول سے تو یہی نظر آرہا ہے کہ رکھا جائے گا اور اُن کو تولا جائے گا۔

اچھا وجہ کیا ہے تولنے کی ؟ دیکھیں اس کی وجہ کیا ہے: کیا کفر برابر ہے ؟ دو کافر ہیں، ایک نے قتل وغارت کی ہے ایک نے قتل وغارت نہیں کی ہے کیا دونوں کو سزا برابر ملے گی ؟ تو پھر کیسے پتہ چلے گا؟ بات یہ ہے نا کہ جہنم کے درکات بھی ہیں۔

اور سب سے کم عذاب کس کو ہو گا قیامت کے دن ؟ ابو طالب کو۔ وجہ کیا ہے ؟ کچھ نیکیاں تھیں نا۔ کیا اُن نیکیوں کا فائدہ ہوا؟ یعنی نیکیوں کو تولا نہیں گیا لیکن جو کفر تھا وہ اپنی جگہ پر باقی رہا کفر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش جو ہے جہنم سے نہیں نکال سکی لیکن تخفیف ہو گئی عذاب کی کہ کم سے کم عذاب ہے۔

تو یہ گناہ اور جہنم کے درکات جو ہیں کس بنیاد پر ہوں گے ؟ بُرے اعمال جو ہیں نا اُس کی بنیاد پر ہوں گے۔

دیکھیں شیخ صاحب یہ کہہ رہے ہیں: ’’من توزن حسناته وسيئاته ... الخ، إشارة إلى أن المراد بالمحاسبة المنفية عنهم هي محاسبة الموازنة بين الحسنات والسيئات‘‘: موازنہ حسنات اور سیئات کا نہیں ہوگا، موازنہ نہیں ہوگا دونوں طرف کیونکہ ایک طرف کی بُرائیاں ہوں گی اس اعتبار سے (واللہ أعلم)۔

اگلے درس میں حوض کوثر پر بات کریں گے ان شاء اللہ جو آٹھواں اُمر ہے قیامت کے دن، یہ بھی واجب نوٹ کرلیں کہ جو سات گزر چکے ہیں وہ کون سے ہیں؟ یہ یاد کرلینا کہ کیا چیز ہے دلیل کے ساتھ بس، سات ہو جائیں گے تو آٹھواں ان شاء اللہ حوض کوثر پر بات کریں گے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (081.العقیدۃالواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio